60180 ـ صلاۃ رغائب کی بدعت

سوال

کیا نماز رغائب سنت ہے اور اس کی ادائیگی مستحب ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

رجب کے مہینہ میں صلاۃ الرغائب کے نام سے موسوم نماز ایجاد کردہ بدعات میں سے ہے، جو کہ رجب کے پہلے جمعہ کے دن مغرب اور عشاء کے درمیان ادا کی جاتی ہے، اور اس سے قبل جمعرات جو کہ رجب کی پہلی جمعرات ہوتی ہے کو روزہ بھی رکھا جاتا ہے.

صلاۃ الرغائب کی بدعت بیت المقدس میں چار سو اسی ہجری کے بعد سب سے پہلی بار ایجاد ہوئی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ادا کیا یا پھر کسی صحابی نے ہی یہ نماز پڑھی، اور قرون ثلاثہ میں بھی اس کا وجود نہیں ملتا، اور نہ ہی آئمہ مجتہدین سے اس کا ثبوت ملتا ہے، اس کے بدعت ہونے کے لیے یہ کافی ہے اور یہ سنت نہیں.

علماء کرام نے اس سے بچنے کا کہا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ گمراہ کر دینے والی بدعت ہے.

امام نووی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب" المجموع " میں رقمطراز ہیں:

" صلاۃ الرغائب کے نام سے موسوم نماز جو کہ رجب کے پہلے جمعہ کے دن مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعت ادا کی جاتی ہے، اور شعبان کے نصف یعنی پندرہ تاریخ کو پڑھی جانے والی نماز یہ دونوں قبیح قسم کی بدعات ہیں اور " قوت القلوب" اور " احیاء علوم الدین" نامی کتابوں میں اسے بیان کیے جانے سے کسی کو دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، اور نہ ہی کسی حدیث میں ذکر ہونے سے کیونکہ یہ سب باطل ہے، اور نہ ہی ان سے دھوکہ کھایا جائے جن پر اس کا حکم مشتبہ ہے، اور انہوں نے اس کی استحباب میں کچھ اوراق بھی لکھ ڈالے کیونکہ وہ اس میں غلطی کھا گئے ہیں.

شیخ امام ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل المقدسی رحمہ اللہ نے اس کےابطال میں ایك بہت ہی نفیس اور عمدہ کتاب تصنیف کی ہے، اور اس میں اچھی اور قابل تحسین کلام کی ہے. " انتہی

دیکھیں: المجموع للنووی (3 / 548).

اور مسلم کی شرح میں امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ تعالی اس کے گھڑنے اور ایجاد کرنے والے کو تباہ و برباد کرے، کیونکہ یہ منکرات اور ان بدعات میں سے جو گمراہی اور جہالت ہیں، اور اس میں کئی ایك ظاہر منکرات پائی جاتی ہیں، آئمہ کرام کی ایك جماعت نے اس بدعت کی قباحت اور اس نماز کو ادا کرنے والے نمازی اور اسے ایجاد کرنے والے کی گمراہی میں بہت اچھی اور نفیس تصنیفات تصنیف کي ہیں، اور اس کی قباحت اور بطلان اور اس پر عمل کرنے والے کی گمراہی کے دلائل شمار ہی نہیں کیے جا سکتے" انتہی

اور ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی نے " الحاشیۃ" میں کہا ہے:

" البحر" میں کہا ہے کہ یہاں سے ماہ رجب کے پہلے جمعہ کو ادا کی جانے والی صلاۃ الرغائب کے نام سے ادا کی جانے والی نماز کی کراہت معلوم ہوتی ہے، اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز بدعت ہے...

دیکھیں: حاشیۃ ابن عابدین (2 / 26).

اور اس مسئلہ میں علامہ نور الدین المقدسی رحمہ اللہ کی " ردع الراغب عن صلاۃ الرغائب " کے نام سے ایك بہترین تصنیف ہے، جس میں انہوں نے مذاہب اربعہ کے متقدمین اور متاخرین علماء کرام کی غالب کلام کو جمع کیا ہے. انتہی مختصرا

اور ابن حجر الہیتمی رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا:

کیا باجماعت صلاۃ الرغائب ادا کرنی جائز ہے یا نہیں ؟

تو ان کا جواب تھا:

" صلاۃ رغائب یہ اسی معروف نماز کی طرح ہے جو نصف شعبان میں ادا کی جاتی ہے، اور یہ دونوں قبیح اورمذموم

قسم کی بدعتیں ہیں، اور اس کے بارہ میں احادیث موضوع ہیں، لہذا یہ نمازیں باجماعت اور اکیلے ادا کرنا جائز نہیں" انتہی

دیکھیں: الفتاوی الفقهية الكبرى (1 / 216).

اور ابن الحاج المالكی رحمہ اللہ تعالی " المدخل" میں کہتے ہیں:

" اس ماہ مبارك (یعنی ماہ رجب) میں ایجاد کردہ بدعات میں یہ بھی ہے کہ اس ماہ کے پہلے جمعہ کی رات کو مسجدوں میں صلاۃ رغائب کے نام سے نماز ادا کرتے ہیں، اور شہر کی بعض جامع مسجد اور دوسری مساجد میں جمع ہو کر اس بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں، اور اسے مساجد میں امام کے ساتھ باجماعت ظاہر کرتے ہیں گویا کہ یہ مشروع نماز ہو.....

اس میں امام مالك رحمہ اللہ کا مسلك یہ ہے کہ صلاۃ رغائب ادا کرنی مکروہ ہے، کیونکہ پہلے گزر جانے والوں کا فعل نہیں، اور خیر و بھلائی انہی کی اتباع و پیروی میں ہے، رضی اللہ تعالی عنہم. انتہی مختصرا.

دیکھیں: المدخل (1 / 294).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" کسی مقرر رکعات اور مقدر قرآت کے ساتھ معین وقت میں باجماعت نماز ادا کرنا جیسا کہ وہ نمازیں جن کا سوال کیا گیا ہے مثلا: رجب کے پہلے جمعہ والے دن صلاۃ رغائب، اور رجب کے شروع میں الفیہ اور نصف شعبان اور رجب کی ستائیسویں رات کو نماز ادا کرنا، اور اس طرح کی دوسری نمازیں مسلمان آئمہ کرام کے متفقہ فیصلہ کے مطابق مشروع نہیں ہیں، جیسا کہ معتبر علماء کرام نے بیان بھی کیا ہے، اور اس طرح کی نماز تو بدعتی اور جاہل کے علاوہ کوئی اور ادا نہیں کرتا، اور اس طرح کا دروازہ کھولنا شریعت اسلامیہ میں تغیر و تبدل کرنے کا باعث بنتا اور ایسے لوگوں کی حالت کو اپنانے کا باعث ہے جنہوں نے دین میں ایسی اشیاء مشروع کر لی جن کا حکم اللہ تعالی نے نہیں دیا" انتہی

دیکھیں: الفتاوی الکبری (2 / 239).

اور ایك دوسری جگہ میں شیخ الاسلام اس کے متعلق کہتے ہیں:

" يہ نماز نہ تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ادا كى ہے اور نہ كسى صحابى نے، اور نہ ہى تابعين اور مسلمانوں كے كسى امام نے بھى ايسا نہيں كيا اور نہ ہى رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس كى ترغيب دلائى اور نہ ہى كسى سلف نے، اور آئمہ كرام نے اس رات كو كوئى فضيلت ذكر كى ہے جو اس رات كے ساتھ مخصوص ہو.

اس سلسلے ميں جو حديث مروى ہے وہ محدثين كے ہاں بالاتفاق موضوع اور جھوٹ ہے؛ اسى ليے محققين كا كہنا ہے كہ: يہ مكروہ اور ناجائز ہے، اس كى ادائيگى مستحب نہيں" انتہى

ديكھيں: الفتاوى الكبرى (2 / 262).

اور الموسوعة الفقهية ميں ہے:

" احناف اور شافعى حضرات نے بيان كيا ہے كہ رجب كے پہلے جمعہ والے دن صلاۃ الرغائب يا شعبان كے نصف ميں مخصوص كيفيت يا مخصوص ركعات كے ساتھ نماز ادا كرنى بدعت منكرہ ہے....

اور ابو الفرج بن الجوزى كہتے ہيں: صلاۃ الرغائب نبى صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت نہيں يہ موضوع ہے،اور ان كے ذمہ جھوٹ لگايا گيا ہے.

وہ كہتے ہيں: علماء نے اس كا بدعت ہونا اور اس كى كراہت كى كئى ايك وجوہات بيان كي ہيں:

يہ دونوں نمازيں صحابہ كرام اور ان كے بعد تابعين اور آئمہ كرام سے منقول نہيں ہيں.

لہذا اگر يہ مشروع ہوتيں تو سلف حضرات ان كو ضرور ادا كرتے، بلكہ اس كا بيان تو ہميں چار سو سال بعد ملتا ہے" انتہى

ديكھيں: الموسوعة الفقهية (22 / 262).

واللہ اعلم.